بفیضِ رُوحانی
حضور شیخ المشائخ الحاج الشاہ محمد تیغ علی قادری سرکارِ سرکانہی علیہ الرحمہ
جلالۃ الارشاد
حیات و خدمات
مرتبہ:
مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی
ناشر: مجلسِ اصحابِ قلم کلکتہ ۴۶
باہتمام
خانقاہِ تیغیہ نمازیہ (واٹس ایپ گروپ)

بیادگار: حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ

خلیفۂ سرکار سُرکاہی، شہنشاہ رشد وہدایت، حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی قادری تیغی علیہ الرحمۃ کی حیات وخدمات اور تعلیمات وارشادات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ مسمیٰ بہ

جلالۃ الارشاد

حیات وخدمات

از

مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

باہتمام

خانقاہ تیغیہ نمازیہ - (واٹس ایپ گروپ)

ناشر: مجلس اصحاب قلم

نوری مسجد، تلجلا روڈ، کولکاتا - ۴۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	جلالۃ الارشاد: حیات وخدمات
تالیف	:	مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی
باہتمام	:	خانقاہ تیغیہ نمازیہ (واٹس ایپ گروپ)
نظر ثانی	:	مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی
پروف ریڈنگ	:	مولانا غلام صمدانی رضوی مصباحی
بموقع	:	۳۳ر واں سالانہ عرس سرکار نمازی علیہ الرحمۃ ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ/ ۷ر جنوری ۲۰۲۰ء
طباعت	:	۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء (باراول) ۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۱ء (باردوم)
صفحات	:	۴۰
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۵۰

For Contact:

JAMIA ABDULLAH BIN MASOOD, Gharib Nawaz Masjid,
92,West Chowbhaga, Gulshan Colony, Kolkata- 700 100
Mobile: 9433295643,7003992205 | www.jabm.co.in
E-mail:jamia092@gmail.com|maqalam095@gmail.com

حرف اولیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم...اما بعد!

زیر نظر رسالہ سیدی و سندی، ماوائی و ملجائی، آقاے نعمت، پیر طریقت، حضرت الحاج الشاہ محمد نمازی علی تیغی قادری سرکار تھتیاں شریف مظفر پور (بہار) علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات پر مشتمل آج سے تقریبا ۲۲؍سال قبل شائع کیا گیا تھا، جو بڑا مقبول ہوا اور کچھ سالوں میں ختم ہوگیا۔ بڑی مبارکبادی کے مستحق ہیں عزیز دلبند فرزند ارجمند مفتی محمد حسّان رضا تیغی مصباحی جنھوں نے ۳۳؍واں عرس جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کے موقع پر دوسرے ایڈیشن کا پروگرام بنایا اور اس کی تیاری شروع کردی۔ اخراجات کی فراہمی کے ساتھ کمپوزنگ، نظر ثانی اور پروف ریڈنگ وغیرہ تمام مراحل کو اپنے احباب و انصار کی معاونت و مشارکت سے آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔

دعا کیجیے کہ رب قدیر عزوجل تمام معاونین و انصار کے ساتھ، ان کی اس کاوش و خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور پیر و مرشد سرکار نمازی اور سرکار سُرکاہی رحمۃ اللہ علیہما کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ اور اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترسیل و اشاعت کے میدان میں اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ عمدہ اور اعلیٰ کارکردگی کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم.

فقط

محمد رحمت علی تیغی مصباحی

سربراہ اعلیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعود،

و دارالعلوم قادریہ ضیاے مصطفیٰ، کولکاتا

مورخہ ۱۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ

۲۸؍دسمبر ۲۰۲۰ء بروز دوشنبہ

فہرست مشمولات

تھدیہ وشرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

حضور شیخ المشائخ محبوب الاولیاء

الحاج الشاہ **محمد تیغ علی سرکار سُرکاہی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

مرشدی سیدناشاہ **محمد نمازی علی تیغی قادری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی مقدس بارگاہوں میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محمد رحمت علی تیغی مصباحی

9433295643

سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: مختصر سوانح

رہبر سالکان طریقت، دانائے رموز حقیقت، پیر دستگیر، مرشد کامل، وارث علوم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نائب غوث الوریٰ، آفتاب ولایت، ماہتاب طریقت، حضرت سرکار سُرکانہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جن کا نام نامی اسم گرامی محمد تیغ علی ہے۔ اور دنیا والے آپ کو شیخ المشائخ، محبوب الاولیا، سرکار سرکانہی اور دادا سرکار جیسے معزز مقدس القاب و آداب سے جانتے اور پکارتے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت بمقام گوریارہ شریف، ضلع مظفر پور، بہار میں سن ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ ایام رضاعت ہی میں لوگوں میں آپ کی ولایت کا شہرہ ہو گیا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گوریارہ شریف ہی میں حاصل کی، اور اعلی تعلیم کے لیے مدرسہ عالیہ، کلکتہ میں داخلہ حاصل کیا اور متوسطات تک ہی تحصیل علم کر پائے تھے کہ آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہو گیا، جس کے باعث تعلیمی سلسلہ موقوف ہو گیا۔ لیکن چوں کہ آپ کا دل شوق علم سے لبریز تھا اس لیے بہت ہی دلچسپی اور لگن کے ساتھ دینی کتابوں کا مطالعہ فرماتے رہے۔ جس کے سبب مذہبی معلومات میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں تھی۔

آپ نے سرکار اعظم حضرت علامہ حافظ شاہ فریدالدین صاحب آروی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اجل حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالسمیع صاحب مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کلکتہ میں شرف بیعت حاصل کیا۔

عارف باللہ حضرت مولیٰ علی لال گنجی خلیفۂ ارشد حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالسمیع مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم پیر کے مطابق تکمیل سلوک کرا کر بمورخہ ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ بمقام خانقاہ شریف خان پور ضلع مونگیر عرس سمیعی کے موقعہ پر مجمع عام میں آپ کو دستار خلافت اور خلعت ارشاد سے سرفراز فرمایا۔ پھر حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد

صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشیں اعلیٰ حضرت سرکار اعظم حضرت علامہ حافظ شاہ فرید الدین آروی قدس سرہ العزیز نے بتاریخ ۲۶/ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ / مطابق ۱۸/ دسمبر ۱۹۳۰ء سلسلۂ قادریہ، مجددیہ، آبادانیہ، فریدیہ کی خلافت و اجازت سے آپ کو نوازا۔

اور دو دن کے بعد مورخہ ۲۸/ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۰/ دسمبر ۱۹۳۰ء کو حضرت مولانا سید شاہ محی الدین صاحب پھلواری شریف علیہ الرحمۃ نے سلسلۂ قادریہ، وارثیہ، عمادیہ، جنیدیہ اور سلسلۂ چشتیہ، نظامیہ، صابریہ، قلندریہ کی خلافت و اجازت کا تاج آپ کے سر پر رکھا۔ جب کہ چوتھی خلافت حضرت مولانا سید شاہ حکیم جلال الدین صاحب جڑھوی علیہ الرحمۃ سے آپ کو حاصل ہوئی۔

آپ کی شخصیت سے متعلق حضرت مولانا اشرف القادری علیہ الرحمۃ نیپالی کی یہ تحریر آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں:

" سرآمد سالکاں عارف باللہ شیخ المشائخ حضرت الحاج الشاہ محمد تیغ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جلیل القدر پیشوا، یگانۂ روزگار رہنما، اور معارف شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ آپ کے تقدس و پاکیزگی اور جلالت و بزرگی کے ذکر جمیل سے فضائے بسیط معمور ہے۔ نہ جانے دلوں کے کتنے ویران خانے آپ کی توجہ کامل اور نگاہ ناز عنایت کی برکتوں سے آباد اور تشنگان شراب معرفت سرشار و شاد کام ہوئے۔

آپ کی شخصیت اتنی با اثر اور پرکشش تھی کہ ہزاروں ہزار بنی نوع بشر آپ کی محبت کے شہید اور آپ کے عشق کے قتیل ہوئے۔ اور آج بھی بعد وصال عالم یہ ہے کہ عاشقان نالہ نصیب اپنی اپنی داستان غم عشق سنانے اور عقیدتوں کا خراج پیش کرنے اطراف و اکناف عالم سے در دولت پہ حاضر ہوتے ہیں اور سنگ در جاناں پہ جبیں سائی کرتے ہیں "۔

(ریاض طریقت)

آپ کا وصال پر ملال یکم ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ/مطابق ۱۹۵۸ء شب چہار شنبہ ۶/ بج کر ۳۵/ منٹ پر ہوا۔ اور آپ کا مزار پر انوار موضع سرکاہی شریف، ڈاکخانہ قابل پور، ضلع مظفرپور، بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ہر سال یکم ربیع الآخر کو عرس پاک نہایت ہی تزک و احتشام اور شرعی حزم واحتیاط کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

آپ کے ۳۶/ خلفا بہت معروف و مشہور ہیں جن میں سے ایک حضور جلالۃ الارشاد محمد نمازی علی تیغی علیہ الرحمۃ تھتیاں شریف، ضلع مظفرپور، بہار ہیں۔ جن کا تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ

اسم شریف: محمد نمازی علی۔ **والد گرامی کا نام:** محمد غیور علی۔

القاب وآداب: جلالۃ الارشاد، رئیس الاتقیاء، غوث بہار، سرکار قبلہ۔

جائے ولادت: تھتیاں شریف، ضلع مظفرپور، بہار۔

سن پیدائش: ۱۳۲۷ھ/مطابق ۱۹۰۹ء۔

حلیہ مبارک:

قد: میانہ تقریبًا ۵/ فٹ ۳/ انچ۔ **رنگ:** گندم گوں۔ سرخی لیے ہوئے۔ **چہرہ:** روشن گولائی لیے ہوئے، باوقار و پر رعب۔ **پیشانی:** کشادہ۔ **سر مبارک:** متوسط۔ **بال:** نرم سیدھے اُگے ہوئے۔ آخر عمر میں ایک چوتھائی بال سیاہ باقی سفید گنج سے محفوظ۔ **ابرو:** کشادہ، بال گھنے، آپس میں ملے ہوئے۔ **آنکھیں:** سیاہ، روشن۔ **پلکیں:** گھنی، آخری عمر میں چند بال چھوڑ کر مکمل سفید۔ **ناک:** متوسط، قدرے بلند۔ **رخسار:** نہ پر گوشت، نہ خالی از گوشت مسطح۔ **لب:** معتدل۔ **دندان:** چھوٹے چھوٹے ہموار۔ **داڑھی:** گھنی، لٹکی ہوئی۔ کچھ بال سیاہ۔ **مونچھ:** پست، متوسط، نہ بہت چوڑی، نہ باریک، دونوں کنارے داڑھی سے ملے

ہوئے۔ **کان:** لمبے، باریک، نرم آواز تک سن لینے والے۔ **ٹھوڑی:** گول، خفیف، گہرائی والی۔

گردن: معتدل، کشادہ۔ **شانے:** ہموار۔ **ہاتھ:** متوسط۔ **بازو:** دبلے پتلے مضبوط۔ **کلائیاں:** چوڑی۔ **ہتھیلیاں:** نرم و نازک، لکیریں واضح۔ **انگلیاں:** لمبی، انگلیوں کے درمیان قدرے انخلا۔ **ناخن:** باریک، صاف، انگلیوں سے ہموار۔ **سینہ:** کشادہ جس پر بال اُگے ہوئے۔ **شکم:** متوازن سینہ کے مقابل قدرے اندر دبتا ہوا۔ **پُشت:** سیدھی۔ **کمر:** متناسب۔ **پنڈلیاں:** مضبوط، ہلکا گوشت، تھوڑے سے بال۔ **پاؤں:** متوسط۔ **ایڑیاں:** گول۔ ہلکا گوشت لیے ہوئے۔ **بدن:** دبلا۔

لباس مبارک:

عمامہ: ابتدا میں ہر جلسہ اور محفل میلاد وغیرہ میں سفید عمامہ باندھتے تھے۔ بعد میں عیدین اور کسی خاص موقع پر استعمال فرماتے۔

ٹوپی: شروع میں گول چنن دار پہنتے تھے بعد میں دو پلی اور کبھی چہار ترکی اختیار فرمائی اور عموماً ٹوپی سفید ہوتی۔

کرتا: آدھی پنڈلی تک لمبا سفید کلی دار۔ دامن کے دونوں کنارے جیب کے نیچے بھی سلے ہوئے۔

پاجامہ: شلوار نما، ٹخنوں سے اوپر نیچے موڑے بغیر اوپر بھی نہیں موڑتے تھے کہ یہ بھی منع ہے۔

رومال: سیاہ جس پر سلسلہ کا علامتی نشان (چندری) ہاتھ پوچھنے کے لیے چوکور دھاریدار۔ بوقت ضرورت اس سے جانماز کا بھی کام لیتے تھے اور جاڑوں میں گلوبند کے طور پر استعمال فرماتے۔

جوتا: سرخ رنگ کا، چمڑے کا، کبھی کبھی چپل بھی استعمال کرتے۔ کالے رنگ کے

جوتا چپل سے سخت پرہیز کرتے۔

موزہ: جاڑوں میں موزہ استعمال کرتے۔ سیاہ رنگ سے پرہیز فرماتے۔

عصا: بھینس کے سینگ کا، منقش، لکڑی کا۔

گھڑی: دائیں ہاتھ میں زیب دست فرماتے۔ نائیلون یا چمڑے کا فیتہ لگاتے۔

تعلیم و تربیت:

شہنشاہ رشدو ہدایت حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ ایک غریب دین دار خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والدین کریمین کوئی بہت بڑی پراپرٹی اور جائیداد کے مالک نہیں تھے کہ وہ عیش وطرب اور تن آسانی و خوشحالی کی زندگی بسر کرتے یا اپنے فرزند کو کسی بڑے ادارے میں تعلیم دلاتے اور اس وقت گردونواح کے اضلاع میں کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں تھا جہاں آپ کو تحصیل علم کے لیے داخلہ کرایا جاتا۔ بہرحال آپ کی مکمل تعلیم اپنی بستی میں ہی ایک خدارسیدہ سنی صحیح العقیدہ بزرگ سے ہوئی۔

گھریلو ذمہ داریاں:

غربت وافلاس اور تنگ دستی کی وجہ سے جیسا کہ اوپر بتایا گیا بچپن ہی میں گھر کے اخراجات وغیرہ کا سارا بار آپ کے سر آ گیا۔ لہذا فارسی کی ابتدائی تعلیم ہی کے بعد کاروباری مہمات میں مصروف ہو گئے جس کے باعث مروجہ تعلیم کی بظاہر تکمیل نہ ہو سکی۔

علما و مشائخ کی صحبت:

اگرچہ آپ کی تعلیم کسی ادارے سے نہ ہو سکی لیکن آپ حسن اعتقاد اور فرط محبت کے ساتھ علما و مشائخ کی صحبت میں رہتے اور دینی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ فرماتے تھے جس کے انعام میں خداوند کریم و علیم نے آپ کو بے پناہ دینی بصیرتوں سے مالا مال فرمایا۔

فیضان نظر:

بالخصوص عارف باللہ شیخ المشائخ محبوب الاولیاء سیدنا الحاج الشاہ محمد تیغ علی سرکار سرکاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کیمیا اثر کے فیضان اور صحبت بافیض کے انوار نے آپ کو علم و عرفان اور شعور و آگہی کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔

بچپن کے ایام میں ایک دن آپ کی والدہ مرحومہ مغفورہ آپ کو سیدنا سرکار سرکاہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے کر گئیں اور آپ کے لیے حضرت سے ایک تعویذ طلب کیا، حضرت سرکار سرکاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اسے تعویذ کی کیا ضرورت ہے یہ تو خود سراپا تعویذ ہے۔ بلاشبہ یہ سرکار سرکاہی کی نظر کیمیا اثر کا فیضان تھا کہ آپ وقت کے ایک بہت بڑے ولی کامل گذرے ہیں۔ آپ کے فیوض و برکات سے ایک دنیا فیض یاب ہوئی اور آپ کے دیے ہوئے تعویذ کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں ہزار بندگان خدا کو اس سے ظاہری و باطنی علل و امراض اور سحر و خبیث، جنات کے مہلک اثرات و حرکات سے کامل نجات ملی۔ مختصر یہ کہ آپ ان مصرعوں کے مکمل مصداق ٹھہرے۔ ع

جس کی سرمستی کا سرمایہ فقط عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بارگاہ حسن سے جس کو ملا حسن قبول
دل کے دروازے کھلا کرتے تھے جس کی ضرب پر
وہ اثر انداز ہوتا تھا نگاہ و قلب پر

رشتہ مناکحت:

آپ کا بچپنا ظاہری و باطنی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک و صاف گذرا اور جوانی اچھے اور پاکیزہ عمل و کردار سے مزین تھی۔ نشست برخاست، سفر و حضر، آپسی بات چیت، باہمی معاشرت، دینی و دنیوی معاملات، عوامی روابط و تعلقات، سب میں آپ سنت مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکمل خیال رکھتے۔

جب آپ کی عمر شریف تقریبا۲۰؍ سال کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی عالی قدر جناب محمد غیورعلی علیہ الرحمہ نے آپ کا نکاح بالا کپور، مظفر پور کے ایک معزز اور سنی صحیح العقیدہ گھرانے میں جناب محمد ناظر حسین صاحب مرحوم و مغفور کی دختر نیک اختر سے کر دیا۔

چہرہ میں نورانیت:

دیگر اولیاے ملت کی طرح سیدنا جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کا چہرہ اقدس بھی سجدوں کے نور سے جگمگاتا تھا۔ ۷؍ سال کی عمر سے لے کر پوری زندگی پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کے ساتھ نوافل کی کثرت کے باوجود پیشانی اقدس سجدوں کے گٹھے سے پاک اور روشن تھی۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اس زمانے میں پیشانی پر سیاہ داغ بدمذہبوں اور رسول پاک ﷺ کے دشمنوں کا شناختی نشان بن گیا ہے۔

چناں چہ ایک دفعہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ سے مدرسہ فیض العلوم، ٹاٹا جمشید پور میں حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ نمازوں کے پابند نہیں مگر پیشانی پر ایک نمایاں داغ بنا رکھا ہے۔ حضور حافظ ملت نے فرمایا: بہت بری چیز ہے۔ قرآن میں اُس علامت سجدہ کی تعریف کی گئی ہے جو چہرے میں نمایاں ہوتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے: سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (سورۂ فتح:۲۹،پ:۲۶)

ترجمہ: ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔

قرآن کریم میں "فِيْ جِبَاهِهِمْ" کا لفظ نہیں ہے یعنی ان کی علامت ان کی پیشانیوں میں ہے بلکہ " فِيْ وُجُوْهِهِمْ " ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ سجدے کی برکت پورے چہرے میں نورانیت جھلکتی ہے۔ نہ کہ پیشانی پیشانی میں کالا دھبہ۔

حضرت کے پاس تفسیر صاوی شریف رکھی ہوئی تھی۔ فرمایا: اسی صاوی میں داغ

سجدہ کی مذمت میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ تو استاذ گرامی حضرت علامہ مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی مدظلہ العالی سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور و سابق مدرس مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے صاوی شریف اٹھایا اور یہی مقام نکالا۔ **سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ** یعنی ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ وهو نور و بياض يعرفون به في الآخرة. سجدوں کے نشان سے وہ ایک نوراور سفیدی ہے جس سے آخرت میں اس کی شناخت ہوگی کہ انھوں نے دنیا میں سجدے کیے۔

صاوی شریف کی عبارت:

اختلف فى تلك السيما فقيل ان مواضع سجودهم يوم القيامة ترىٰ كالقمر ليلة البدر وقيل هو صفرة الوجه من سحر الليل و قيل الخشوع الذى يظهر على الاعضائى حتى يراى انهم مرضى و ليسوا بمرضىٰ و ليس المراد به ما يصنعه الجهلة المرائين من العلامة فى الجبهة فانه من الخوارج و فى الحديث " انى لا بغض الرجل وا كرهه ا ذرأيت بين عينيه اثر السجود". (صاوی شریف، سورۃ الفتح، پ:٢٦)

اس علامت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے اعضاے سجدہ روز قیامت چودھویں کے چاند کی طرح روشن نظر آئیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چہرے کی زردی ہے جو شب بیداری کے باعث پیدا ہوجاتی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہ خشوع مراد ہے جو اعضا پر نمایاں ہوتا ہے، جس سے کچھ ایسا خیال ہوتا ہے کہ وہ بیمار ہے حالاں کہ بیمار نہیں۔ اس سے وہ داغ مراد نہیں جسے ریا کار جاہلین اپنی پیشانیوں میں بنا لیتے ہیں۔ یہ تو خارجیوں کا فعل ہے۔ حدیث شریف میں ہے: میں اس شخص کو دشمن اور ناپسند رکھتا ہوں جس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر نشان سجدہ دیکھتا ہوں۔ (حافظ ملت نمبر، ص:١٨٤)

وہ تبلیغی، وہابی اور ان کے ہمنوا جن کی پیشانیوں پر دو ہی چار دن نماز پڑھ لینے کے بعد ہندوستانی اٹھنی اور سکہ کے برابر سیاہ دھبہ نمودار ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں کہ ہماری پیشانی پر نماز کا نشان ہے جس کی تعریف خود قرآن نے فرمائی ہے۔ سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ؕ لیکن صاوی شریف کی مذکورہ بالا عبارت اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی اس شان دار توضیح سے ان کی خوش فہمی کے سارے شیش محل چکنا چور ہو گئے اور حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ قرآن نے پیشانی کے کالے دھبے کو محمود نہیں کہا ہے بلکہ حقانیت اور سچے نمازیوں کی صحیح علامت کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کا پورا چہرہ نماز و ایمان کے نور سے منور و مجلیٰ رہتا ہے جس کا ہر سنی صحیح العقیدہ جنتی مسلمانوں کی پیشانی اور چہرے پر مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

بیعت و خلافت:

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ نے ۱۱؍ شوال المکرم ۱۳۵۹ھ/ مطابق ۱۹۳۸ء کو سلسلہ قادریہ، مجددیہ، آبادانیہ، فریدیہ کے مسلّم بزرگ، کامل ولی اور عظیم شیخ طریقت سیدنا و سندنا شیخ المشائخ محبوب الاولیاء الحاج الشاہ محمد تیغ علی سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کیا۔ اور تقریباً آٹھ سال تک ظاہری و باطنی تربیت، بافیض صحبت، مسلسل مجاہدہ و ریاضت اور شریعت و طریقت کے درجۂ کمال پر پہنچانے اور حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز سے مالا مال کرنے، نیز سلسلے کے تمام اوراد و وظائف اور اذکار و اشغال کی تعلیمی تکمیل کے بعد شہنشاہ رشدو ہدایت، گل گلزار قادریت، نائب غوث اعظم، حضرت سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ نے مورخہ ۲۰؍ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ مطابق ۱۹۴۶ء کو اپنے خلفا اور مریدین کی پر نور محفل میں آپ کو سند، دستار خلافت و اجازت سے نوازا، اور قوم و ملت کی خدمت اور خلق خدا کے ارشاد و ہدایت کے عظیم منصب جلیل پر مامور فرمایا۔

پھر ۱۳۹۰ھ/مطابق ۱۹۷۱ء میں جب سیدنا حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لیے تشریف لے گئے تو مناسک حج کی تکمیل کے بعد شہزادۂ غوثنا الاعظم الجیلانی حضرت علامہ مولانا سید محمد محمود حنفی قادری محبوب آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ کی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

ریاضت ومجاہدہ:

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کے ریاضت و مجاہدہ، قیام لیل اور تہجد کی پابندی کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ در دولت پر قیام کی حالت میں تو چھوڑ دیجیے سفر میں اور پروگراموں میں بھی آپ کی نماز تہجد قضا نہیں ہوتی تھی۔ ڈاکٹر حافظ محمد صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں:

"دسمبر کا مہینہ تھا سردی شباب پر تھی۔ حضور جلالۃ الارشاد جناب انعام الحق صاحب (سمڈیگا) کے مکان پر جلوہ افروز تھے۔ تہجد کے وقت میں اور بھائی انعام الحق صاحب وضو کے لیے اسٹو پر پانی گرم کر دیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک شب ہم دونوں کی نینداس وقت ٹوٹی جب کمرے میں حق حق کی صدا گونج رہی تھی۔ ہم لوگوں کو دلی افسوس ہوا کہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں سرکار کو بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ بھائی انعام الحق صاحب نے پانی کی ٹھنڈک کے اندازے کے لیے لوٹا میں بچے پانی کو ہاتھ پر گرایا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ پانی اب بھی گرم تھا۔ (حیات جلالۃ الارشاد، ص:۱۹۱)

حافظ صاحب موصوف کے بیان بالا سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ ہمارے آقاے نعمت مرشد گرامی میں حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ نماز تہجد وغیرہ ریاضات و مجاہدات کے بڑے پابند تھے، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اپنا کام خود کرنے کی کوشش فرماتے۔ آپ نے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا تو گوارا فرمایا لیکن کسی کی نیند میں خلل انداز ہونا گوارا نہیں فرمایا یہ ہے آپ کی سادگی پسندی پھر یہ کہ اس دن پانی گرم نہیں کیا گیا تھا پھر بھی پانی گرم پایا گیا، یہ ہے آپ

کی کرامت۔(سبحان اللہ)

حضور جلالۃ الرشاد علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات، شریعت و طریقت کی ایک ایسی عظیم انجمن تھی جس میں علم و یقین کی قندیلیں روشن اور سعی و عمل کی شمعیں فروزاں تھیں، اور اس انجمن کی روشنی سے ملک و بیرون ملک کا گوشہ گوشہ منور ہوا اور بنی نوع انسان کے بے شمار افراد کے اذہان و قلوب علم و عرفان اور شعور و آگہی کی تابانیوں سے منور ہوئے۔

حضرت کی مجاہدانہ زندگی، زاہدانہ حیات اور رہبرانہ زیست امت مسلمہ کے لیے بہترین نمونۂ عمل ہے۔ ع

کچھ اپنے زہد اپنی ریاضت کی فیض سے
ایک منتشر گروہ کو لشکر بنا گیا
اور ساز دل کے تاروں کو چھیڑا کچھ اس طرح
وہ بے نوا تعصب کو نوا گر بنا گیا

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کی زندگی کا بیشتر حصہ، قوم و ملت کی خدمت، علوم دینیہ کی اشاعت، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، دین و سنیت کے فروغ اور گم گشتگان راہ کی ہدایت ور ہنمائی میں گذرا۔

حضرت کی ذات بابرکات، بے شمار کمالات اور خوبیوں کی حامل تھی، آپ شریعت و طریقت کے جامع، حسن اخلاق کے پیکر، بے مثال واعظ کامل، بافیض پیر اور عابد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ مریدین اور غیر مریدین سب پر حد درجہ مشفق و مہربان، نہایت درجہ حلیم و بردبار، گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود، اوراد و وظائف کے پابند اور سفر و حضر میں تہجد گزار تھے۔ مذہب و ملت اور ایمان و عقائد کے تعلق سے شکوک و شبہات کا ایسا مسکت اور تشفی

بخش جواب دیتے تھے کہ معترضین کا سارا خلجان رفع دفع ہو جاتا اور اکثر ایسا ہوتا کہ اعتراض کرنے والے لوگ اپنے ذہنی خلجان سے مطمئن ہو کر حلقہ بگوش ارادت ہو جاتے۔

آپ نے دین وسنیت کے فروغ اور علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے دسیوں مدارس اور خانقاہیں قائم فرمائیں۔ اور گاؤں گاؤں میں بیسیوں مساجد کی بنیادیں ڈالیں۔ علوم دینیہ اور ان کے تعلیم و تعلم کا کام اللہ اور اس کے رسول کو کتنا پیارا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ قرآن کی آیات اور احادیث کے اوراق، اس کی فضیلتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند احادیث کریمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

علوم دینیہ کی ترویج واشاعت:

علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور اس کی بے شمار فضیلتیں ہیں۔ بلاشبہ علم دین، اسلام کی زندگی اور ایمان کا ستون ہے۔ ہمارے آقا سرور کون و مکاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

العلم حياة الاسلام و عماد الايمان و من علم علما اتم الله له اجره و من تعلم فعمل به علم الله علم ما لم يعلم.

(جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج:۴، ص:۲۸۹، مطبوعہ: دارالمعرفۃ، بیروت)

یعنی علم دین اسلام کی زندگی اور ایمان کا ستون ہے۔ جس نے علم دین سیکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو کامل اجر عطا فرماتا ہے اور جس نے علم دین سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو رب قدیر اس پر اس عمل کی برکت سے علم کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جو نہیں جانتا تھا اللہ تعالیٰ اسے سب سکھا دیتا ہے۔

آج علم دین سے بے رغبتی عام ہوتی جارہی ہے، عوام تو عوام خواص بھی اپنے چھوٹے چھوٹے نوخیز بچوں کو چھوٹی سی عمر سے ہی انگریزی اسکول میں بڑے شوق سے داخلہ

کرار ہے ہیں، کاش کہ یہ لوگ حدیث بالا کو پڑھ کر عبرت حاصل کرتے اور اس کی اہمیت و افادیت پر غور و خوض کرتے۔ انگریزی تعلیم ممنوع نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے دلوں کی سادی تختیوں پر پہلے اسلام و ایمان کا رنگ چڑھا دیا جائے تاکہ انگریزی ماحول اور بوباس کا، ان پر کوئی اثر نہ ہوسکے۔

علم دین کی کنجی باہمی بحث و مباحثہ اور سوال و جواب کی تکرار ہے۔ اور بغرض تحصیل علم دین باہمی سوال و جواب پر چار آدمیوں کو خدائے پاک کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی بشارت آئی ہے۔ معلم کائنات فخر موجودات سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں:

العلم خزائن و مفتاحها السوال فاسئلوا یرحمکم الله؛ فانه یوجر فیه اربعة، السائل و المعلم و المستمع و المحب لهم.

(جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج:۴، ص:۳۸۹، مطبوعہ: دار المعرفۃ، بیروت)

یعنی علم دین ایک مقفل خزانہ ہے اور اس کی کنجی پوچھ پاچھ ہے، تو اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ جو نہ جانتے ہو، جاننے والوں میں سے ضرور پوچھو۔ اس دینی پوچھ تاچھ سے چار آدمیوں کو اجر و ثواب ملتا ہے۔ (۱) مسئلہ پوچھنے والے کو۔ (۲) مسئلہ کا جواب دینے والے کو۔ (۳) اس سوال و جواب کے سننے والے کو (۴) اور ان حضرات سے محبت رکھنے والے لوگوں کو۔

عالموں کی قدر و منزلت اور سچے عالموں کی نشاندہی کرتے ہوئے ہمارے آقا سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

العلماء ورثة الانبیاء یحبهم أهل السماء و یستغفر لهم الحیتان فی البحر إذا ماتوا إلیٰ یوم القیامة. (کنز العمال، ج:۱، ص:۱۳۵)

علما نبیوں کے وارث ہیں۔ آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ انتقال کر جاتے ہیں تو سمندر کی تہوں میں مچھلیاں ان کے لیے دربار خداوندی میں قیامت

تک دعاے مغفرت کرتی ہیں۔

علم اور علما کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں اور ان کے واسطے سے مدارس و مساجد اور خانقاہوں کی فضیلتیں بھی ناقابل انکار ہیں۔ ع

زہے مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

اس لیے کہ علم دین کے فروغ اور اس کی بقا کے اعظم ذرائع مدارس دینیہ ہی ہیں، پھر مسجدیں پھر خانقاہیں۔

مدارس اسلامیہ کی اہمیت کا اندازہ حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی، کی مندرجہ ذیل تقریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

اگر کسی نے مسجد تعمیر میں حصہ لیا تو اسے اس مسجد میں ہر نماز پڑھنے والے کا ثواب ملے گا لیکن اگر وہی شخص دوسری مسجد یا کسی دوسری جگہ نماز پڑھے تو اس کے نماز پڑھنے کا ثواب پہلی مسجد تعمیر کرانے والے کو نہ ملے گا اور اگر کسی نے مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لیا تو اس مدرسہ سے نماز، روزہ، احکام شرع اور علوم دینیہ سیکھ کر جانے والا ہر ایک طالب علم جہاں بھی رہے، جس جگہ نماز پڑھے، روزہ رکھے، یا کوئی اور کار خیر کرے، اس مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لینے والا اس طالب علم کے ہر کار خیر کا ثواب پائے گا۔ خود اس مدرسہ کے اندر اساتذہ وطلبہ یا دیگر حضرات کے تعلیم و تعلم اور عمل خیر کا ثواب مزید برآں۔

(حافظ ملت نمبر، ص:۱۸۶)

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنے احباب اور مریدین کے حلقہ کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے:

دیکھو! علم دین ہی وہ روشنی ہے جس کی لو انسان کو ضلالت اور گمراہی کی گھٹاٹوپ وادیوں سے نکال کر نور ہدایت کی عظیم شاہ راہوں پر قائم فرما دیتی ہے۔ گندے ماحول کی صفائی، بگڑے معاشرے کی سدھار اور تنزل وانحطاط کے قعر عمیق میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو علم و عرفان اور عروج و ارتقا کے بلند مقام پر پہنچانے کے لیے علم دین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ عبادت و ریاضت کے میدان میں اعلیٰ مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کی خیر خواہی، نونہالان اسلام کی فلاح و بہبودی کے لیے سب سے زیادہ مدارس و مکاتب کے قیام پر زور دیتے تھے۔ (سبحان اللہ)

مدارس کا قیام:

سرکار نمازی علیہ الرحمۃ جانتے تھے کہ قوم وملت کی سچی خدمت اور معاشرہ کی اصلاح کا صحیح فریضہ ماحول شناس مصلحین اور دوربین مفکرین ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اور ایسے افراد کی پیداوار کے لیے کن کارخانوں کی ضرورت ہے وہ بھی آپ کو معلوم تھا بقول حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت رحمۃ اللہ علیہ : ان کاموں کی راہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اصلاح امت کے کارخانے، دانش گاہیں اور مدارس زیادہ سے زیادہ قائم کیے جائیں۔

(اشرفیہ کا ماضی اور حال، ص:۲۲)

اس لیے آپ نے بہت سے مدارس تو خود قائم فرمائے اور بہت سے مدارس کے قیام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) – فیضان دار العلوم تیغیہ، داراپٹی، مظفر پور۔ (سن قیام:۱۳۵۸ھ/۱۹۶۵ء)

(۲) – احیاء العلوم، تھتیاں شریف، مظفر پور۔ (سن قیام:۱۹۵۰ء یا/۱۹۵۲ء)

(۳) – بستان محمدی تیغیہ، کوبیاں، مظفر پور۔ (سن قیام:۱۹۸۰ء)

(۴) – جامعہ مدینتہ العلوم، پھکولی شریف، مظفر پور۔ (۱۳۹۶ھ/۱۹ء)

(۵) - جامعہ فیض الرضا، سمڈیگا، ضلع گوملا (جھارکھنڈ)۔

(حیات جلالۃ الارشاد، ص:۷۲)

ان میں سب سے اہم جامعہ مدینۃ العلوم، خانقاہ قادری، پھکولی شریف ہے۔ جس کی سینچائی اور آبیاری آپ نے اپنے خون اور پسینے سے فرمائی اور زندگی کے آخری لمحات تک اس کی تعمیر و ترقی کی فکر میں لگے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت علامہ عبدالحمید حامد القادری صاحب قبلہ سجادہ نشیں خانقاہ قادری، تھتیاں شریف، مظفرپور، کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر و باہر ہے، آپ فرماتے ہیں:

۱۸/ جمادالاولیٰ ۱۴۰۹ھ/مطابق ۲۹/ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر حضور قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ رقم میرے پاس مدرسہ کی ہے جو میں کلکتہ سے لایا ہوں۔ آپ اسے مدرسہ میں رکھ دیجیے، میں رقم لے کر مدرسہ چلا گیا، نماز عشا پڑھ کر آپ نے کھانا کھایا، کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو ہی رہے تھے کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ یہ وہ مرض تھا جس کے دو دن کے بعد حضرت کا وصال ہوا۔ (حیات جلالۃ الارشاد، ص:۸۵/۸۴)

معلوم ہوا کہ اخیر اخیر وقت تک آپ کو جامعہ مدینۃ العلوم، پھکولی شریف کی تعلیمی و تعمیری ترقی کا غم رہا، اور وصال سے قبل اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا جسم چاہے جہاں رہے لیکن میری روح مدرسہ میں رہے گی۔

الحمد اللہ جامعہ مدینۃ العلوم، خانقاہ قادری، پھکولی شریف، ضلع مظفرپور ہی میں نہیں بلکہ صوبۂ بہار میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔

بدعقیدوں سے مناظرہ :

۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں حضور جلالۃ الارشاد سرکار نمازی علیہ الرحمۃ مناسک حج کی ادائیگی کے درمیان منیٰ شریف میں اپنے خیمہ کے اندر جلوہ افروز تھے۔ چند تبلیغی وہابی اپنے

ہاتھوں میں تسبیح کا دانہ اور پیشانیوں پر عداوت رسول اکرم ﷺ کا کالا داغ لے کر آئے اور کہنے لگے کہ کہیے حاجی صاحب! آپ نے ہندوستان میں جو بدعتیں دیکھی ہیں وہ بدعتیں آپ کو یہاں دیکھنے کو ملیں؟

حضرت نے فرمایا: جب تک مجھے زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا تھا، میں آپ لوگوں کی بدعت کی وظیفہ خوانی پر خاموش رہ جایا کرتا تھا۔ یہاں آنے کے بعد تو اب سبھوں کو بدعت نہیں سنت سمجھتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس کا مطلب پوچھا۔ تو حضرت نے جواب دیا: پہلے آپ لوگ قیام و سلام کو بدعت کہتے تھے اور یہاں ہم نے روضۂ رسول ﷺ پر سارے زائرین کو کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے دیکھا۔

آپ لوگ کہتے تھے کہ صرف خدا کو مانو اور کسی کو نہ مانو۔ یہاں میں نے سب کو دیکھا کہ وہ خدا اور رسول ﷺ دونوں کو مانتے ہیں۔ خانہ کعبہ کو بھی ایک حقیقت مانتے ہیں۔ مقام ابراہیم کو مصلیٰ مان رہے ہیں۔ صفا و مروہ کو شعائر اللہ مانتے ہیں۔ منیٰ، مزدلفہ، عرفات وغیرہ سارے مقامات کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور قابل حرمت و عظمت مانتے ہیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ہوئے بھرپور احساس ہوا کہ یہاں بھی اللہ کے ولیوں کے نشان قدم پر چلنا سرفرازی و ارجمندی کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

ہندوستان میں اگر بزرگوں کے مزارات پر ہم نے چادر چڑھتے دیکھا ہے، تو یہاں مکۂ مکرمہ میں خانہ کعبہ پر غلاف چڑھتے دیکھا ہے۔ پھر آپ لوگ کس بدعت کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟ کچھ بحث و مباحثہ کے بعد وہ خاموشی کے ساتھ واپس ہو گئے۔

(حیات جلالۃ الارشاد، ص:۳۴)

یہ حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کی حاضر جوابی وہابیوں اور تبلیغیوں سے مقابلہ آرائی کی روشن دلیل ہے۔

انداز اصلاح:

ڈاکٹر حافظ محمد صلاح الدین صاحب ساکن سمڈیگا، ضلع گوملا، جھارکھنڈ، مرید حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

گوملا کے سنیما ہال میں کوئی فلم چل رہی تھی جو مسلم معاشرہ سے تعلق رکھتی تھی۔ بھائی محمد قمر الدین صاحب قریشی ساکن گملا کے احباب نے بہت اصرار کرکے انھیں اگلی شام فلم دیکھنے پر راضی کرلیا۔ سرکار نمازی علیہ الرحمۃ رانچی میں حاجی محمد ادریس صاحب قریشی مرحوم کے دولت کدہ پر تشریف فرما تھے۔

اتفاقاً بھائی قمر الدین صاحب کے برادر خرد جناب شرف الدین صاحب کنکوری اپنے کام سے رانچی آئے، اور حضرت کی موجودگی معلوم کرکے آپ کی ملاقات کو بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چلتے وقت حضرت کے پوچھنے پر شرف الدین صاحب نے بتایا کہ گملا ہوتے ہوئے کنکوری جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ قمر الدین بابو کو فوراً میرے پاس بھیج دیجئے۔

بھائی قمر الدین صاحب رانچی آگئے، نماز عشا اور کھانے پینے سے فارغ ہوکر جب سب لوگ سونے لگے تو قمر الدین بھائی نے حضرت کا پاؤں دابنا شروع کیا۔ رات کے تقریبًا ایک بجے حضرت نے گردوپیش پر نظر ڈالی اور قمر الدین بھائی سے پوچھا کہ کیا سب لوگ سوگئے؟ جب سب لوگوں کے سوجانے کا یقین کرلیا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے پیرومرشد سرکار تیغ علی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ایک واقعہ سنئے:

ایک بار دو نوجوان لڑکوں نے کلکتہ میں سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور ملازمت کے لیے خصوصی دعا کی درخواست پیش کی۔ خداوند قدوس کے فضل و کرم اور سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دعا سے ان دونوں کی نوکری محکمہ دفاع میں برما میں لگ گئی۔ ایک روز شام کے وقت دونوں لڑکے برما کے ایک ہوٹل میں ناشتہ کررہے تھے۔ اسی وقت

سرکار سرکانہی رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ میں تالتلہ کے ایک مکان کی چھت پر شام کی ہوا خوری کر رہے تھے کہ اچانک ہنسنے لگے۔ لوگوں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: جن دو نوجوانوں کی نوکری برما میں لگ گئی ہے، ان کو آج پہلی بار تنخواہ ملی ہے۔ایک کا خیال ہے کہ آج پہلی تنخواہ سے فلم دیکھی جائے جب کہ دوسرا کہہ رہا ہے کہ توبہ کرنے کے بعد فلم دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پہلے نے کہا کہ پیر صاحب تو کلکتہ یا بہار میں ہوں گے، وہ ہم لوگوں کو تھوڑی دیکھ رہے ہیں۔بس اسی بات پر مجھے ہنسی آگئی۔

اتنا کہہ کر حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ نے فرمایا: قمرالدین بابو! آپ ایسا مت کیجیے گا۔ اتنا سنتے ہی قمرالدین صاحب کی حالت غیر ہوگئی اور وہ سمجھ گئے۔ ع

عرش سے فرش تک ہر شئی پہ نظر رکھتے ہیں
شیخ ہر لمحہ مریدوں کی خبر رکھتے ہیں

(حیات جلالۃ الارشاد، ص:۱۹۴)

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کا یہ ایمان افروز واقعہ جہاں اس بات کا پتہ دے رہا ہے کہ واقعی آپ کا انداز اصلاح بہت ہی حسین تھا، وہیں یہ بھی بتا رہا کہ یقیناً آپ صاحب نظر حامل کرامت بزرگ تھے۔

پیر کامل ہر وقت اپنے مرید کے ساتھ ہوتا ہے:

میں (راقم الحروف) جس وقت مادر علمی جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری پھکولی شریف میں زیر تعلیم تھا، اکثر و بیشتر حضرت سرکار قبلہ علیہ الرحمہ کے ساتھ ملا دپاک وغیرہ کی محفلوں اور مجلسوں میں جایا کرتا تھا۔ ہر جلسہ اور ہر پروگرام میں دس بیس مرد عورتیں حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔ سلسلہ میں داخل کرنے کے بعد حضرت اپنے مریدین اور مریدات کو خلوت و جلوت میں خدائے تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کا خوف، نماز، روزے

کی پابندی اور تقویٰ و طہارت کی تلقین فرماتے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ کوئی بھی مصیبت اور پریشانی آن پڑے گھبرانا نہیں اور دل میں تصور کرنا کہ ہمارے پیر صاحب یہاں موجود ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں موجود ملوں گا اور تمھاری پریشانی بھی بفضلہ تعالیٰ دور ہو جائے گی۔

سن ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ ایک مرتبہ میں دارالعلوم ضیاء الاسلام، ٹکیہ پارہ، ہوڑہ، میں تعلیم کے دوران سخت بیمار پڑا۔ عارضۂ بخار کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوئی۔ کلکتہ کے کئی ڈاکٹروں سے علاج کرایا لیکن صحت نہیں ہوئی۔ بالآخر اپنے گھر تیغی نگر، برہٹیا، مجھولی، ضلع ویشالی (بہار) گیا اور وہاں سے اپنے چچا محمد ابراہیم تیغی صاحب کے ساتھ مظفرپور گیا۔ اور ڈاکٹر اگروال سے ملاقات کی۔ اس نے کئی طرح کے ٹیسٹ لکھ دیا اور کالازار کا شک ظاہر کیا۔ کالازار کے ٹیسٹ میں کولہے کی ہڈی سے خون نکالا جاتا ہے۔ یہ سن کر خوف کے مارے میرا آدھا خون سوکھ گیا۔ ایک تو اس لیے کہ کولہے کی ہڈی سے خون لیا جائے گا، اس میں کافی تکلیف ہوگی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر کالازار ثابت ہو گیا تو یہ یوں ہی مہلک مرض ہے، العیاذ باللہ۔ اور اس کا علاج بھی بہت سخت ہے لیکن ڈرنے سے کیا ہونے کو تھا طوعاً وکرھا خون دینے جانا ہی پڑا۔ ہمت تو کام نہیں کر رہی تھی لیکن ہاں پیر و مرشد کا ارشاد مجھے یاد تھا کہ ہر پریشانی میں اپنے پیر کو یاد کرو، اور سمجھو کہ وہ ہمارے پاس جلوہ فرما ہیں اور مدد فرما رہے ہیں۔ یقیناً تمھاری مدد ہوگی اور پریشانی ٹل جائے گی۔ خیال رہے کہ میں جامعہ مدینۃ العلوم، پھکولی شریف کی تعلیم کے دوران حضرت سے مشرف بہ بیعت ہو گیا تھا۔

میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت سرکار نمازی علیہ الرحمۃ سے مدد مانگنا شروع کیا اور یا پیر و مرشد مدد فرمائیے کا ورد چالو کر دیا۔ حضرت کا کرم دیکھیے کہ مجھے بیڈ پر لٹا کر کلہے سے خون نکالا گیا لیکن مجھے نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کچھ احساس ہوا۔ مزید برآں کے یہ کالازار کا شک،

شک ہی تک رہ گیا۔ اور کوئی بیماری ثابت نہ ہوئی اور دو چار دن دوا کھانے کے بعد سارا عارضہ بخار دفع ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

عزم واستقلال:

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ جس شادی بیاہ میں خلاف شرع کوئی کام ناچ، گانا، قوالی، ناجائز مطالبہ وغیرہ ہوتا تو اس میں آپ شرکت نہیں فرماتے تھے۔ پہلے سے معلوم ہو جاتا تو دعوت ہی قبول نہیں فرماتے اور اگر پہلے سے معلوم نہیں ہوتا تو دعوت تو قبول فرما لیتے لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہونے کے بعد واپس ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ دعوت دینے والا اپنا ہے یا بیگانہ۔ اس سلسلے میں حضرت کا ایک سبق آموز اور عبرت آمیز واقعہ پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ایک گاؤں سے حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کے پاس میلاد پاک کی دعوت آئی۔ آپ نے حسب دستور دعوت قبول فرمالی اور تاریخ مقررہ پر نماز مغرب سے قبل، اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ نماز مغرب کے بعد میلاد شریف شروع ہوا، اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد پروگرام ختم ہو گیا۔ صلاۃ و سلام اور دعا کے بعد صاحب خانہ نے آپ کے سامنے شاہانہ خلعت لا کے رکھا۔ اور بغل کے کسی دروازہ سے نوشاہ سمیت ایک بارات محفل میں آ کر بیٹھ گئی۔ سابقہ اطلاع کے بغیر اچانک بارات کے اس طرح نمودار ہونے سے سرکار علیہ الرحمۃ حیرت میں پڑ گئے۔ پتہ چلا کہ صاحب خانہ کی لڑکی کی دوسری شادی ہے۔ بارات سامنے ہے اور نکاح حضور قبلہ علیہ الرحمۃ کو پڑھانا ہے۔

آپ نے پہلی شادی کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا کہ لڑکی کو پہلے شوہر کے گھر پر کافی تکلیف تھی اس لیے اس کو وہاں نہ بھیج کر دوسری شادی کر دی جا رہی ہے۔ طلاق کے بارے میں استفسار فرمایا تو معلوم ہوا کہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں غیر مطلقہ عورت کا نکاح نہیں پڑھا سکتا۔

گاؤں کے غیر مسلم مکھیا، سرپنچ اور دیگر غیر مسلم سربرآوردہ لوگوں کو صورتحال کا علم ہوا تو وہ لوگ محفل میں آگئے اور گاؤں کی عزت کا حوالہ دیتے ہوئے سرکار نمازی علیہ الرحمۃ سے نکاح پڑھا دینے کی گزارش کی۔

سرکار نمازی علیہ الرحمۃ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی قبالہ دار زمین دار کی زمین اس کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے آدمی کو لکھ دیں تو کیا اس زمین پر دوسرے کا قبضہ جائز ہو گا؟ متفقہ طور پر تمام حاضرین نے کہا کہ مالک زمین کے علاوہ دوسرا کوئی شخص اس کی زمین بیچنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ غلط ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ نے نہایت جلال میں فرمایا: پھر یہ لڑکی ایک مرد کے نکاح میں ہے، اس کی طلاق کے بغیر دوسرے کے عقد میں اس لڑکی کا رہنا کیسے جائز ہو گا؟ سب نے کہا: یہ بات تو ہماری سمجھ میں آگئی کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے لیکن یہاں گاؤں کی عزت کا سوال ہے کہ اگر بغیر شادی کے بارات واپس چلی گئی تو ہم سارے ہندوؤں اور مسلمانوں کی ناک کٹ جائے گی۔

جب سرکار نمازی علیہ الرحمۃ کی طرف سے مکمل انکار دیکھا تو غیر مسلموں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ لوگ نکاح پڑھانے والے کو کتنا نذرانہ دیتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ عام طور سے ایک روپیہ یا سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ غیر مسلموں نے چند قسطوں میں نکاح خوانی کی رقم پانچ روپے تک بڑھا دی لیکن ادھر سے مکمل سرد مہری رہی۔ آخر میں مکھیا نے سرکار نمازی علیہ الرحمۃ سے کہا کہ جب آپ کو ہمارے گاؤں کے ہندو اور مسلمان کسی کی بات کا خیال نہیں تو آپ ہمارے گاؤں سے ابھی چلے جائیں۔

حضور جلالۃ الارشاد سرکار نمازی علیہ الرحمۃ نے موقع کو غنیمت جان کر سائیکل اٹھائی اور وہاں سے چل پڑے۔ ابھی چند گز ہی گئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ آپ تاریک رات میں گرتے پڑتے، بارش میں بھیگتے، اور بھوکے پیاسے، بارہ ایک بجے رات کو گھر واپس آگئے۔ (حیات جلالۃ الارشاد، ص:۳۱)

اس واقعہ سے ان مفاد پرست مولویوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اپنی جیب بھرنے یا واہ واہی وصول کرنے کے لیے، نہ خدا کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں اور نہ دین کے قانون کا کوئی خیال۔ بس پیسہ آنا چاہیے، اس کے لیے جو کرنا پڑے، کر بیٹھتے ہیں۔

نکاح خوانی کے وقت اس بات کی تحقیق کرنی ضروری ہے کہ دولہا اور دلہن اور ان دونوں کے گھر والوں کے عقائد درست ہیں یا نہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی بدعقیدہ، دیوبندی، وہابی، تبلیغی، جماعت اسلامی وغیرہ ہو تو نکاح درست ہی نہ ہوگا اور نکاح پڑھانے والا اور حاضرین سب گنہگار ہوں گے۔

یوں ہی اگر لڑکی کی دوسری شادی ہو رہی ہے تو یہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ اس کا پہلا شوہر زندہ ہے یا مردہ۔ اگر مردہ ہے تو بعد عدت نکاح درست ہوگا اور اگر زندہ ہے تو اس سے اس کو طلاق ملی ہے یا نہیں۔ اگر ملی ہے تو بعد عدت دوسرے سے نکاح درست ہے اور اگر نہیں ملی ہے تو دوسرے سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر زبردستی پڑھا دیا تو لڑکا، لڑکی، نکاح خواں، حاضرین مجلس، لڑکا لڑکی کے والدین سب گنہگار ہوں گے، العیاذ باللہ۔

الحمدللہ! ہمارے سرکار علیہ الرحمۃ کس قدر عزم واستقلال کے کوہ گراں تھے کہ آپ کو ناجائز طریقے سے نکاح پڑھانے کے لیے، روپے پیسے کی لالچ بھی دی گئی، گاؤں اور بستی کی ناک کٹنے کا واسطہ بھی۔ اخیر میں آپ کو گاؤں سے رات کے وقت نکل جانے کی دھمکی بھی دی گئی تاکہ آپ کسی بھی طرح نکاح پڑھا دیں لیکن ہمارے پیر ومرشد حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ نے کسی کی پرواہ نہیں فرمائی اور رات کی تاریکی اور بارش کے سماں میں، سائیکل سے واپس ہو جانا تو گوارا فرمایا لیکن شریعت اسلام کے قانون کا خون ہونا گوارا نہیں فرمایا۔ (سبحان اللہ)

خوش خبری: جامعہ عبداللہ بن مسعود کولکاتا میں مورخہ ۴ر مئی ۲۰۱۸ء بموقع ۲۳ر واں سالانہ انوار رضا کانفرنس کو سرکار سُرکاہی علیہ الرحمۃ کی شخصیت پر ایک عظیم الشان سیمینار منعقد ہوا، جس میں ارباب لوح وقلم نے اپنے قیمتی مقالات ومضامین پیش کیے۔ انشاء اللہ بہت جلد تمام مقالات کا مجموعہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)

حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ - ارشادات اور کرامات

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ جو فرد صدق دلی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، اس کو آپ کے معجزے سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حاصل ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خرق عادت شئ کا اظہار انبیا کے حق میں معجزہ کہا جاتا ہے، اور ولی کے لیے کرامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ کرامت اسے صرف اتباع نبوت ہی سے حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رویاے صادقہ نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک ہے۔

سرکار نمازی علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو آپ کی زندگی بھی بے شمار کرامتوں سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اس سے بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ آپ محبوب کردگار سرکار اعظم ﷺ کے سچے نائب، عاشق زار اور مطیع و فرماں بردار امتی ہیں۔

جلسہ کامیابی کے ساتھ ہو گیا:

خطیب الہند بلبل بنگال حضرت مولانا محمد قمر الدین صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ۲۱/ برس پہلے کی رات کا وہ خوفناک منظر ہمیشہ یاد رہے گا، جب کہ میں جلسۂ سنگ بنیاد میں شرکت کی غرض سے سمڈیگا حاضر ہوا۔ اراکین جامعہ کی پریشانی کا عالم یہ تھا کہ سب سہمے ہوئے تھے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ بدمذہب لوگوں کی یلغار ہو رہی ہے۔ قیام گاہ اور جلسہ گاہ کے درمیان لوگوں نے پہرا بیٹھا دیا ہے تاکہ کوئی عالم جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ مزید وہاں وہابیوں نے حکمراں حضرات سے رابطہ قائم کر کے پابندی عائد کرا دی تاکہ جلسہ نہ ہو سکے۔ اور سنیت کا کام رک جائے۔

لہٰذا میں نے اراکین جلسہ سے کہا کہ بھائیو! ایسے موقع پر بزرگوں کی دعاؤں کا سہارا لینا چاہیے۔ پھر منتظمین جلسہ کے ہمراہ چند علما بھی حضرت پیر طریقت جلالۃ

الارشاد سرکار نمازی علیہ الرحمۃ مظفرپوری خلیفۂ سرکار سرکانہی، جو اس موقع پر تشریف فرما تھے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبھوں کی پلکیں بھیگی بھیگی، چہرہ اداس، نظریں تھکی تھکی، دیکھ کر حضرت نے فرمایا: کیا بات ہے؟ مولانا ادھر آؤ! کہتے ہوئے اپنے قریب بیٹھایا، اور کہنے لگے: مولانا دین و سنیت کے خدمات انجام دینے میں کچھ کٹھنائیاں آتی ہیں۔ کچھ تلخیاں سہنی پڑتی ہیں۔ گھبرائے سے لگ رہے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ درپیش ہے؟ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت کے کان میں کسی نے وہ سب بتا دیا ہے جو کچھ ہم لوگوں پر بیت رہا تھا۔ شاید نظروں سے غائب رہنے والی مخلوق ہوگی۔ سچ فرمایا میرے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ہم سبھوں کی زبانیں خاموش تھیں۔ حضرت دل کی کتاب کی ایک ایک سطر پڑھ رہے تھے۔

کچھ دیر کے بعد حضرت کو جلال آیا اور فرمایا: چلو میں بھی چلتا ہوں۔ کسی نے حالات کے پیش نظر کچھ عرض کرنا چاہا۔ مگر حضرت کہنے لگے: میاں سنو! دشمنوں کے نرغہ سے گزرنا، اللہ کی پناہ لے کر، سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔ تاکہ دشمنوں کو یقین ہو جائے کی حق پرست سبب نہیں، مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے حضرت آگے آگے چلتے رہے، اور ہم لوگ باادب پیچھے پیچھے چل پڑے، جب ان لوگوں کے درمیان سے حضرت گزرے تو ایسا لگ رہا تھا کہ ان لوگوں کی آنکھیں کھلی ہیں مگر روشنی غائب ہے۔ یا تو وہ لوگ یہ بھول گئے ہیں کہ وہ لوگ سرراہ کیوں کھڑے ہیں۔

بہرکیف ہم لوگ جلسہ گاہ پہنچے۔ اراکین جلسہ نے جلسہ گاہ کو دلہن کی طرح سجا رکھا تھا۔ حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ نے حکم دیا: پروگرام شروع کرو! آغاز جلسہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھی گئی۔ تقریریں ہوئی۔ صلاۃ و سلام و دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ حضرت نے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ آج رات رب العزت نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ہجرت والی سنت پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائی۔

ولی کی زبان:

اللہ والے کی زبان حقیقت میں خدا کی زبان ہوتی ہے۔ میں (راقم الحروف) خاک کا پتلا کس کام کا تھا۔ یہ تو حضرت ہی کی دعاؤں اور نوازشوں کا نتیجہ ہے کہ لوگ مجھے کسی لائق سمجھتے ہیں۔ حضرت کے ساتھ جب میں میلاد کی محفلوں میں جاتا تو آواز موافق نہ ہونے کی وجہ سے نعت شریف ترنم کے ساتھ بہت کم پڑھتا تھا، لیکن اکثر تقریر کیا کرتا تھا۔

ایک دن میرے درسی ساتھی مولانا کلیم اللہ نیپالی صاحب نے کہا۔ رحمت ! تمھارے بارے میں دادا تو ایسا ایسا فرما رہے تھے۔ اس وقت جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف، مظفر پور کے سارے طلبا سرکار قبلہ علیہ الرحمۃ کو دادا ہی کہتے تھے۔

میں نے پوچھا: کیا کہہ رہے تھے؟ وہ اپنی زبان میں فرما رہے تھے: ”کہ رحمت تَ بڑ کا مولانا بنتَو کہ ابھیے سے بے رٹے خود ہی تقریر کرَ لوَ “۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ چلو اگرچہ میں کچھ نہیں مگر جب حضرت نے فرمادیا ہے تو................ فللّٰہ الحمد ۔

اس لیے کہ مجھے یہ اشعار صرف معلوم ہی نہیں بلکہ ان کے معنی پر مکمل یقین تھا۔

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

نیز..........................ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

بارش سے محفوظ:

حضرت پیر طریقت صوفی الحاج الشاہ عبدالغفار صاحب قبلہ مدظلہ العالی خلیفۂ ارشد حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کلکتہ سے سیرامپور جاتے ہوئے جب ہم لوگ سیرام پور اسٹیشن پر اترے تو موسم اس قدر خراب تھا کہ اب بارش ہوئی کہ تب بارش ہوئی۔ سرکار قبلہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بارش سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ رکشہ منگوائیے۔ چناں چہ رکشہ پر ہم لوگ آگے آگے چل رہے تھے اور چند قدم کے فاصلہ سے موسلا دھار بارش ہم لوگوں کے تعاقب میں تھی اور خدا کا کرم ایسا ہوا کہ ہمارے اور بارش کے درمیان کا یہ فاصلہ اخیر وقت تک برقرار رہا، حتیٰ کہ حضور علیہ الرحمۃ منزل تک تشریف لے گئے۔ (حیات جلالۃ الارشاد، ص:۱۷۰)

مدینہ شریف کو روانہ:

کتابوں میں پڑھا تھا کہ وصال کے بعد عشاق نبی کی نعشوں کو مدینہ منورہ پہنچایا جاتا ہے، لیکن ہمارے پیرو مرشد حضور جلالۃ الارشاد سرکار نمازی علیہ الرحمۃ قافلے کے ساتھ جلوس کی شکل میں مدینہ مقدسہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت کے وصال کے سال ضلع سیتامڑھی (بہار) کے علاقے میں بہت زور کا سیلاب آیا ہوا تھا حتیٰ کہ سیلاب سے متأثر ہوکر سڑکیں بھی ٹوٹ گئی تھیں جس کے سبب نیپال سے ہندوستان آنے جانے کا راستہ بند ہو گیا تھا۔ ہم لوگ اس وقت الجامعۃ الاشرفیہ عربک یونیورسٹی، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)، میں جماعت سابعہ کے طالب علم تھے۔

مولانا فاروق احمد صاحب نیپالی جو پھکولی شریف میں مجھ سے سینئر رہ چکے تھے اور جامعہ اشرفیہ میں ہم درس ساتھی تھے۔ ربیع الاول شریف کی تعطیل میں گھر جاکر سیلاب کی وجہ سے گھر گئے تھے۔ ۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۹ء شب دوشنبہ مبارکہ ۹/ بج کر ۵/ منٹ پر حضرت کا وصال پر ملال ہو گیا۔

مولانا فاروق احمد مصباحی نیپالی کو گھر سے لوٹنے کے بعد جب یہ خبر ملی تو انھوں نے ایک لمبی سانس لی اور پھر کہا: مولانا! خدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ اس تاریخ کو میں نے اپنے گھر پر یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت سرکار قبلہ علیہ الرحمۃ خوبصورت لباس میں ملبوس عمامہ شریف

زیب سر فرمائے ہوئے ایک نورانی قافلے میں اسلامی جھنڈوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہیں۔ مجھے اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا لیکن اب مجھے اس خواب کی تعبیر صحیح اور سچی معلوم ہو گئی۔

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کتابوں میں ایسی بات مذکور ہے کہ ایک شامی بزرگ نے خواب دیکھا کہ دربار رسالت سجا ہوا ہے۔ شہنشاہ کونین ﷺ مسند نشین تخت شاہی ہیں۔ چہرۂ جمال جہاں آرا کا طبعی روپ و رنگ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ پوچھا گیا: حضور ﷺ! کس کا انتظار ہے۔ فرمایا: احمد رضا بریلوی ہندی کا۔ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہی مجدد اعظم عاشق رسول اکرم ﷺ کی وفات کی تاریخ تھی۔

اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ سچے عاشقان رسول ﷺ موت کے بعد مدینہ منورہ دربار رسالت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

مزارات اولیا پر عورتوں کی حاضری سے ناراض:

انبیاے کرام و اولیاے عظام کے مزارات پر حاضری باعث سعادت اور حصول مراد کے لیے اکسیر اعظم ہے، لیکن عورتوں کو مزارات پر جانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں اس بات پر زور دیا ہے کہ عورتوں کو مزارات اولیاء اللہ پر ہر گز نہیں جانا چاہیے۔ بالخصوص اعراس کے موقع پر کہ اس میں بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے مرد و زن کا اختلاط ہوتا ہے جو کہ سخت حرام ہے۔

سرکار نمازی علیہ الرحمہ دیگر احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ اس حکم پر بھی سختی سے عمل فرماتے تھے۔ عورتوں کو مزارات پر حاضر ہونے سے سخت برہم ہوتے اور غصے کا اظہار فرماتے۔ اس تعلق سے ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔

سرکار جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ کے مرید ڈاکٹر حافظ محمد صلاح الدین صاحب سمڈیگا، ضلع گوملا، جھارکھنڈ، مقیم دہلی تحریر کرتے ہیں۔

حافظہ افسر النساء (دختر نیک اختر) نے مجھ سے کہا: ابا جی! محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کیے ہوئے بہت دن گزر گئے، چلیے فاتحہ پڑھ آئیں۔ ہم لوگ مع اہل و عیال محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے روانہ ہوگئے۔ شیرینی، اگر بتی اور پھول وغیرہ خرید کر حدود مزار میں داخل ہوئے۔ افسری اپنی بچیوں کے ساتھ اس طرف چلی گئی جدھر عورتیں بیٹھتی ہیں۔ میں وضو کرنے کے بعد مزار شریف کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ حافظہ افسر النساء نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے بلایا۔ قریب جانے پر انھوں نے کہا: ابا جی! گھر چلیے۔ میری حیرت کو دیکھ کر پھر کہا: ابا جی! گھر چلیے۔ میں نے کہا: میں نے تو ابھی فاتحہ بھی نہیں پڑھی ہے۔ کیا تم نے پڑھ لی؟ انھوں نے میرے سوال کا جواب دیے بغیر پھر کہا: ابا جی! چلیے۔ بالآخر ہم لوگ بغیر فاتحہ پڑھے وہاں سے نکل گئے۔

گھر پہنچ کر میں نے بلا تاخیر افسری سے بغیر فاتحہ پڑھے لوٹنے کا سبب دریافت کیا۔ تو انھوں نے بتایا کہ ابا جی! جیسے ہی میں نے مزار شریف کی طرف متوجہ ہوکر فاتحہ خوانی شروع کی کہ پیر سرکار تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تو تمھیں کسی بھی مزار پر جانے سے منع کر دیا تھا۔ پھر تم کیوں آئیں؟ میں نے جواب دیا: بہت دنوں کے بعد زیارت کی خاطر آگئی۔ آپ سرکار نے فرمایا: اچھا تو ہوگئی زیارت، اٹھو اب گھر جاؤ۔ ابا جی! میں پس و پیش میں پڑ گئی۔ سوچا فاتحہ نہیں پڑھ سکی تو کم از کم سلام ہی پیش کر لوں۔ اس خیال کے آتے ہی مت پوچھیے ابا! سرکار علیہ الرحمۃ برس پڑے۔ سخت الفاظ میں مگر نہایت ہی شفقت و محبت سے ڈانٹنا شروع کیا۔ پھر مزار میں تاک جھانک شروع کر دی۔

محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہیں دیکھا؟ دیکھو وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیکھ لیا نا؟ چلو اٹھو اور گھر جاؤ! آئندہ پھر کبھی کسی کے مزار پر مت جانا۔ یہ شیرینی تبرک ہوگئی۔ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

تیری حاضری قبول کرلی۔ اپنے ابا کو بلاؤ اور بھاگو۔ ع

فہم انسان عاجز و معذور ادراک بشر
عقل ہے حیراں کہ کیا ہیں شہ نمازی قادری
یہ ولی ہیں غوث ہیں ابدال یا اوتاد ہیں
خود ہی یہ جانیں کہ کیا ہیں شہ نمازی قادری

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت حافظ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:

جمنا ندی (دہلی) کے کنارے واقع سید بابا کے مزار پر میری بچی حافظہ افسر النساء اپنی بچیوں کو لیکر حاضر ہوئی، اور عورتوں کے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھ کر جیسے ہی فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ فوراً حضرت سرکار علیہ الرحمہ اس کے سامنے حاضر ہوگئے اور فرمایا: تم مزار پر کیوں آئیں؟ میری دختر نے بعد سلام جواب دیا کہ سرکار منت تھی پوری کرنے کے لیے آگئی۔ آپ نے فرمایا: کیا گھر سے منت پوری نہیں ہوتی؟ جاؤ! منت پوری ہوگئی۔

افسری نے سوچا کہ جب آہی گئی ہوں تو کم از کم سید بابا کی خدمت میں سلام تو پیش کرتی چلوں۔ اس خیال کے آتے ہی سرکار کے تیور بدل گئے۔ ڈانٹنے کے سے انداز میں فرمایا: مزار میں کیا تاک جھانک کر رہی ہو۔ اٹھو اور فوراً یہاں سے جاؤ۔ منت پوری ہوگئی۔ سید بابا نے تیری منت قبول کرلی۔ یہ شیرینی بھی تبرک ہوگئی۔ آئندہ کسی کے بھی مزار پر مت جانا۔ جو کرنا ہے گھر سے ہی کرلینا۔

سید بابا کے مزار شریف سے واپس آنے کے بعد میں نے افسری سے پوچھا: کیا سید بابا مزار شریف میں موجود تھے؟ ان سے ملاقات ہوئی؟ انھوں نے کیا فرمایا؟ وہ مسکراتی ہوئی بولیں کہ وہاں تو ہم لوگوں کے پیر و مرشد موجود ہیں۔ اتنا سننے کے بعد میری مسرت کی انتہا نہ رہی۔ میں نے سمجھا کہ میرے سرکار پھکولی شریف (مظفر پور) سے دہلی تشریف لا چکے ہیں۔ اور برائے فاتحہ خوانی سید بابا کے مزار پر موجود ہیں۔ میں نے پھر اپنی بچی سے سوال

کیا: آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ ابھی جانے سے مزار پر ملاقات ہوجائے گی؟ میں پوچھتا جارہا تھا، میری بچی مسکراتی جاتی تھی۔ پھر اس نے جواب دیا: نہیں ابا جی! وہ دہلی نہیں آئے ہیں۔ پھر انھوں نے تفصیل بتائی اور کہا: پیر سرکار نے فاتحہ تک نہیں پڑھنے دیا، اور مجھے مزار شریف سے اٹھاکر بھگا دیا اور پھر کسی مزار پر جانے سے بالکل منع کر دیا۔

ان دونوں واقعات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سرکار نمازی علیہ الرحمۃ مزارات پر عورتوں کی حاضری کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی چہیتی مریدنی کہیں کسی مزار پر چلی جاتی تو سرکار علیہ الرحمۃ روحانی طور پر اس کی تنبیہہ فرماتے اور برہمی اور ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ ہماری ماں بہنوں اور خصوصًا خواہران طریقت کو چاہیے کہ مزارات پر بالکل بھی نہ جائیں بلکہ اپنے گھر ہی پر رہ کر ان کے لیے فاتحہ و نیاز وغیرہ کرائیں اور اپنی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کریں؛ کیوں کہ رہبر شریعت وطریقت سرکار نمازی علیہ الرحمۃ سمیت تمام اولیاے کاملین اور بزرگان دین کی اسی میں خوشنودی ہے۔

بلاشبہ سرکار نمازی علیہ الرحمۃ کی کھلی کرامت ہے کہ آپ اپنی مریدنی کی جو دہلی میں تھی اپنی خانقاہ میں رہ کر جو بہار مظفر پور میں ہے، وہاں سے نگرانی فرماتے ہیں اور جہاں اس کی مشکلات میں مدد فرماتے ہیں وہیں اسے منکرات و منہیات سے بچنے کی تاکید بھی فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ

شجرہ عالیہ قادریہ آبادانیہ تیغیہ نمازیہ

یارب بہ محمد بہر علی بہ حسین شہِ والا مددے
پئے زین عبا باقر و جعفر پئے کاظم و موسیٰ رضا مددے
بہ ولایت معروف کرخی پئے عبد اللہ سری سقطی
بہ جنید و شبلی ابوالقاسم و عبدالواحد مولیٰ مددے
بہ ابو الفرح وابوالحسن علی بوسعید مبارک مخزومی
پئے شیخ مشائخ پیر جہاں عبد القادر آقا مددے
پئے عبدالرزاق و شرف الدین وعبدالوہاب و بہاء الدین
بہ عقیل و شمس وگدارحمٰن پئے شمس الدین ہدیٰ مددے
بہ گدارحمٰن بن محبوب علی و فضیل وکمال وسکندر شاہ
بہ طفیل احمد سرہندی بہ آدم حسنی رضا مددے
پئے پیر محمد و شاہ محمد و شاہ محمد عباسی
بہ امیر محمد و میر محمد واصل ذات خدا مددے
بہ کرامت صوفی آبادانی بہ ولایت شاہ احسان علی
پئے عبدالعلیم و دیدار علی و فرید الدین ہدیٰ مددے
پئے شاہ محمد عبدالسمیع و سید شاہ جلال الدین
پئے شاہ محمد تیغ علی اے خالق ارض و سما مددے
بر حال مریداں خستہ جگر کن نظر عنایت یا مولیٰ
پئے شاہ محمد نمازی ولی ہمہ حلقہ بگوشاں را مددے
اغفر الذنوب کلہا نرتکبہا یا مولیٰ تعالیٰ
پئے شاہ محمد عبدالغفار اے غافر جرم و خطا مددے

منظوم خراج عقیدت

یہ نہ کوئی رومی ہے یہ نہ کوئی رازی ہے

از: مفتی اشرف القادری نیپالی علیہ الرحمۃ

فخر ہے مرا مرشد وہ شہ نمازی ہے
نائب رسول حق سید حجازی ہے
جس کی سیرتیں عربی جس کی شوکتیں عربی
جس کے دل کی محفل میں جلوۂ نمازی ہے
صورت منور سے شان حق ٹپکتی ہے
ہر ادا کی صورت میں رنگ پاکبازی ہے
تیرے آستانے کی شان اک انوکھی ہے
ہر گھڑی یہاں پیدا جشن شان غازی ہے
کتنے دل شکستوں نے لطف زندگی پایا
میرے رہنما ایسی تیری دل نوازی ہے
عشق جو مشقت میں تھک کے بیٹھ جاتا ہو
راہ جذب و مستی میں یہ خاک بازی ہے
ان کی شان و شوکت کو کیا بیاں کرے اشرفؔ
یہ نہ کوئی رومی ہے یہ نہ کوئی رازی ہے

☆☆☆

مزار شہ نمازی قادری تو رشک جنت ہے

از-(مفتی) محمد رحمت علی تیغی مصباحی

عیاں عالم میں حضرت شہ نمازی کی کرامت ہے
زمیں والوں پہ حضرت شہ نمازی کی عنایت ہے
نہ جانیں کتنے ذروں کو کیا رشک مہ و انجم
جہاں والو! یہ حضرت شہ نمازی کی ولایت ہے
نمازوں سے محبت تھی قیاموں سے محبت تھی
قیام لیل تو حضرت کی معمولی ریاضت ہے
نمازیں ترک نہ کیں آپ نے وقت علالت بھی
کسے یہ مرتبہ حاصل یہ ولیوں کی علامت ہے
نبی کے باغیوں سے دور رہنا شیوہ تھا ان کا
ارادتمندوں کی خاطر یہ ایک اعلیٰ ہدایت ہے
بہار باغ رضواں آج ان پر رقص کرتی ہے
جلالت گاہ ہے روضہ اور عالی جاہ و حشمت ہے
زمیں پہ آسماں سے ہورہی ہے نور کی بارش
مزار شہہ نمازی قادری تو رشک جنت ہے
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی بھی پیر و مرشد کا
تیری بخشش کا ضامن بس یہی سرکار رحمتؔ ہے

☆☆☆

ہے لطف وکرم جم کر سرکار نمازی پر

از- محمد شاداب رضا رحمتی کلکتوی

دل جان وجگر کس پر؟ سرکار نمازی پر
کردیں گے فدا ہنس کر سرکار نمازی پر
ہوتا ہی رہا ہر دم دربار رسالت سے
انعــام شہ کوثر ســرکار نمازی پر
فیضان لٹاتا ہے بغداد سے لے لے کر
وہ تیغ علی کا در ســرکار نمــازی پر
ایمان ہمارا یہ ســرکار مدینــہ کا
ہے لطف و کرم جم کر سرکار نمازی پر
اکرام کیا ہوتا ہے، سرکار دوعالم کا
دیکھو گے سر محشر سرکار نمازی پر
دے زور قلم مولا، تعریف میں کچھ اچھا
شادابؔ لکھے اکثر سرکاری نمازی پر